حضرت سید ابوذر بخاری

پیغامِ دار

تحریک تحفظ ختمِ نبوت ۱۹۵۳ء میں روپوشی کے دوران لکھی گئی ایک یادگار نظم، اس میں تحریک کا پس منظر بھی ہے اور جسٹس منیر کی ہفوات کا جواب بھی۔

صبا کے ہاتھ پھولوں کو جو پیغامِ بہار آیا
جنونِ عقل پرور کے لئے وقتِ قرار آیا

نمودِ حسن و جوشِ عشق کے انداز تو دیکھو
کہ اک بیگانہ وار اٹھا، اور اک دیوانہ وار آیا

بہت دیکھا تو دیکھا حسن پر بس عشق مفتوں ہے
مگر وہ عشق جس پر حسن کو خود بھی پیار آیا

اگرچہ پے بہ پے جاری رہی انفاس کی گردش
فریبِ زندگانی کا نہ پھر بھی اعتبار آیا

بہ وقتِ نزع ان کا نام لب پر بار بار آیا
وہ خود تو آنہ سکتے تھے پر ان کا انتظار آیا

انہوں نے خود کیا ہے وعدۂ دیدار محشر میں
نہ جانے دل کو پھر بھی لحد میں کیوں نہ قرار آیا

جو پہنچا ان کے در پر وہ سراپا شوق ہی پہنچا
جو لوٹا مضطرب لوٹا، جو آیا اشکبار آیا

خوشا وہ اعتکافِ روضۂ جنت مدینہ میں
نصیب اس کے جو دو گھڑیاں وہاں جا کر گزار آیا

زہے وہ تخلیہ جس میں میسر ہوں مناجاتیں
مبارک وقتِ عرضِ شوق جس کو سازگار آیا

کبھی اپنے معاصی کا لیا جو جائزہ میں نے
تو فوراً ہی خیالِ رحمتِ پروردگار آیا

غرورِ عشق کے اعزاز و استقبال کی خاطر
کبھی کانٹوں کا تاج اٹھا، کبھی پھولوں کا ہار آیا

بہا خونِ مسلماں جب نبوت کے تحفظ پر
تو میں سمجھا کہ پھر سے فتنۂ ترک و تتار آیا

بڑھے مقتل کی جانب، سر ہتھیلی پر لئے عاشق
یہ دیوانوں کی عید آئی کہ وقتِ گیر و دار آیا

ملا ہے یہ ثمر فصلِ بہاراں کی تمنا پر
کہ پھولوں کے لہو سے خشک کانٹوں پر نکھار آیا

یہی مقتل جسے انصاف کا ایوان کہتے ہیں
یہاں سے عدل خود بھی نامراد و بے وقار آیا

یہاں صبر و تحمل بزدلی کا نام پاتے ہیں
یہاں اخلاص کی تصویر پر گرد و غبار آیا

یہاں اظہارِ حق ہے، جرمِ غداری کے ہم معنیٰ
محمد کے غلاموں کو یہاں پیغامِ دار آیا

شرافت دم بخود آئی، وفا سر پیٹتی نکلی
حیا زخمی ہوئی، دامانِ غیرت تار تار آیا

فرنگی کی شریعت کا یہاں اقرار لازم ہے
محمد کی نبوت کا بدل، یہ مستعار آیا

خدا کی شان چند اک سفلہ فطرت کفر زادوں کو
ہمارا دیں پرکھنے کے لئے ہاتھ اختیار آیا